نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

زانی ابن زانی

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ



+923247448814

زانی ابن زانی

بشیر الدین محمود ابن مرزا غلام قادیانی

قادیانی تاریخ کے سب سے ہولناک اور شرمناک رازوں میں سے ایک راز، خود قادیانی خلیفہ ثانی بشیر الدین محمود کے سب سے قریبی ساتھی عبدالرزاق مہتہ نے اپنی چشم دید روایات پر مبنی کتاب روحانی شکارگاہ میں بے نقاب کیا ہے۔ عبدالرزاق، جو برسوں تک خلیفہ کے شب و روز کا رفیق خاص رہا، اس نے اس کتاب میں وہ تہلکہ خیز حقائق بیان کیے ہیں جو قادیانی قیادت نے ہمیشہ دبانے کی کوشش کی۔ مقدمۂ کتاب میں عبدالرزاق واضح لکھتا ہے کہ میرے پاس قادیانی خلیفہ کی ننگی تصاویر موجود تھیں، اور ان تصاویر کو واپس لینے کے لیے خلیفہ نے ہر قسم کی چال، دھوکا، مکاری اور نفسیاتی حربے آزمائے۔ جب تمام کوششیں ناکام ہوگئیں اور اسے یقین ہوگیا کہ یہ تصاویر کسی قیمت پر واپس حاصل نہیں ہوسکتیں، تو آخرکار اس نے اپنا آخری اور سب سے گھٹیا ہتھیار استعمال کیا۔ خود اپنی بیٹی کو میری خواہش پوری کرنے کے لیے پیش کر دیا، تاکہ میں یہ تصویریں اسے لوٹا دوں۔ عبدالرزاق مہتہ لکھتا ہے کہ یہی وہ لمحہ تھا جس نے قادیانی خلافت کے چہرے سے تقدس کا نقاب نوچ کر پھینک دیا اور یہ حقیقت سب پر واضح ہوگئی کہ یہ خلافت نہیں، بلکہ ہوس پرستی کا ایک منظم جال ہے جس میں عزتیں، حرمتیں اور رشتے سب قربان کر دیے جاتے ہیں۔

عبدالرزاق مہتہ اپنی کتاب روحانی شکارگاہ میں لکھتا ہے کہ:

ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمائیے گا۔ حضرت خلیفہ ثانی حکم فرماتے ہیں عشاء کے بعد ام طاہر کے صحن والی سیڑھیوں کی طرف سے آنا

چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی حضور خود دروازہ کھول کر اپنے ساتھ صحن میں لے گئے کیا دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چار پائیاں ہیں جن پر بستر لگے ہیں جنکی پوزیشن یوں تھی سرانہ شمال قبلہ رخ والی چار پائی کے پاس لے جا کر اس پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے۔مقام خلیفہ کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم وخیال بھی نہ ہوتا تھا اسی کشمکش و پنج میں حیران پریشان کھڑا بتبنا رہا الہی کیا شامتِ اعمال ہے کیا مصیبت آنے والی ہے کہ اتنے میں حضور تشریف لائے پکڑ کر بٹھاتے ہوئے فرمایا فکر نہ کرو شرماؤ نہیں۔جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چار پائی پر بچھی چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔سکڑا،سنبھلا کہ ایک چٹکی پیٹھ پر کٹتی ہے۔گھبرایا ہوش وحواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر دو چار چٹکیاں کٹتی ہیں میں پھر بھی صم بکم بنا بیٹھا تھا۔کہ پھر حضور آئے شرماد نہیں لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کر کے اس صاحبہ سے کچھ کہا جس نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حمائل کرتے کھینچ کر اپنے اوپر لٹالیا اس کھینچنے کے نتیجہ میں سر ہاتھ اچانک جو جسم نفیس سے لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں اُدھر میں بے حس وحرکت پتھر بنا پڑا تھا مجھے علم نہ ہو سکا کس وقت میرے بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اپنے اوپر لٹانے لگیں بدمستی کی شرارتیں کرنے" آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری" گویا ان ٹرینڈ کو ٹرینڈ کر کے مستقل ممبر سیر

روحانی (یہ نام میرا دیا ہوا ہے) کا اعزاز بخشا گیا ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں؟ آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہونگے لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور خلیفہ ثانی کی بیٹی صاحبہ تھیں بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سر کوڑہی میں والا معاملہ آئے دن بلاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیدار کی گو پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سید ھے اوپر بیٹوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کئے جانے لگے پہلے پہل تو گھروں میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ باتھ روم میں جو دراصل مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لئے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک زنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چار پائی پر پڑے محو مستیاں ہوتے۔ (محترم سیکٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا جاتا ہے لیکن یہاں دیکھتے ہیں آپ کا امور عامہ خلیفہ کے اس پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے کونسی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی دردسری ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے بقول کہاوت" پانہ ٹریا متھا سڑیا" ابھی تو سنسنی خیز جلوؤں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہذا دل قابو میں رکھئے جناب ہوشیار رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جب کہ ایک بیٹی سے دونوں ہی زنگ لیاں مناتے محو مستیاں تھے کہ موذن نے آکر نماز کی اطلاع دی مجھے یوں فرمایا تم مزے کرتے چلو میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالتمیں

جبکہ۔۔۔میں شرابور تھے وضو تو درکنار اعضا بھی نہ دھوئے نماز پڑھی
اور سنتیں نوافل پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرق عیش وعشرت ہو
گئے۔کیا خوب کہا ہے:
”تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا لے گا نماز میں“

(روحانی شکارگاہ صفحہ 21 تا24)

لرزہ خیز واقعہ

عبدالرزاق مہتہ کی کتاب روحانی شکارگاہ میں بیان کردہ یہ واقعہ قادیانی خلافت کے پردوں کے پیچھے چھپی حقیقی گندگی کی وہ ہولناک جھلک ہے، جو کسی بھی انسان کے دل کو دہلا دینے کیلئے کافی ہے۔ یہ کوئی معمولی اخلاقی لغزش یا وقتی بے راہ روی نہیں، بلکہ ایک منظم، مستقل اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ جاری رہنے والے جنسی استحصال کا سلسلہ تھا، جس میں ”خلیفہ“ کہلانے والا شخص اپنی ہی بیٹی کو نفسانی خواہشات کا کھلونا بنائے ہوئے تھا۔

خلیفہ کا حکم اور غلامانہ اطاعت کا ماحول

واقعہ کی ابتدا ہی اس ذہنی ماحول کو کھول دیتی ہے جو قادیانی نظام خلافت میں رائج تھا۔”عشاء کے بعد ام طاہر کے صحن والی سیڑھیوں سے آنے“ کا حکم دراصل اطاعت کی وہ شکل ہے جس میں مرید کو کسی سوال، جھجھک یا اختلاف کی اجازت نہیں۔جب خلیفہ ثانی خود دروازہ کھول کر اندر لے جاتے ہیں، تو یہ راوی کے ذہن پر ایسا دباؤ بٹھاتا ہے کہ وہ اپنی عقل اور حواس کھو بیٹھتا ہے۔اس پورے منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی نظام میں ایک فرد کی شخصیت اس حد تک مسخ کر دی جاتی ہے کہ وہ خلیفہ کے کسی بھی اقدام کو”مقدس“ سمجھ کر قبول کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، چاہے وہ قدم شرم، غیرت اور انسانیت کی آخری حدوں کو بھی پامال کرتا ہو۔

چارپائیوں کی ترتیب اور ماحول کا نفسیاتی پہلو

راوی جس طرح دو چارپائیوں کی پوزیشن، بستر، سمت اور جسمانی فاصلہ بیان کرتا ہے، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ کوئی اچانک پیش آنے والا حادثہ نہیں تھا، بلکہ ایک باقاعدہ ترتیب اور مخصوص مقام تھا جہاں روزانہ یہ حرام کاری انجام پاتی تھی۔ چارپائیوں کی مخصوص ترتیب، خلیفہ کا ایک چارپائی پر لیٹ جانا، اور دوسری پر مہمان کو بٹھانا، اس پورے فعل کو ایک ''رسم'' اور ''طے شدہ نظام'' ثابت کرتا ہے۔ یہ ماحول بتاتا ہے کہ اس گھر میں یہ گندگی معمول کا حصہ تھی، نہ کہ کوئی ناپسندیدہ یا خفیہ فعل۔

چادر کے نیچے سے حرکت: جرم کا آغاز

چادر کے نیچے سے آنے والی حرکت، چٹکی لگنے کی آواز اور جسموں کی بے پردگی کا احساس واقعے کو حقیقت کے قریب لے جاتا ہے۔ راوی کی گھبراہٹ، اس کا پتھر بن جانا، اس کا خوف اور اس کا خاموش بیٹھ رہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ذہنی طور پر وہ اس مقام پر مزاحمت کرنے کے قابل ہی نہیں رہا تھا۔ ''روحانی تقدس'' کا نفسیاتی بوجھ انسان کو وہیں مریض بنا دیتا ہے جہاں سے اس کے شعور، غیرت، ہمت اور مزاحمت کا دم گھٹنے لگے۔

خلیفہ کا فرمان: ''شرماؤ نہیں، لیٹ جاؤ''

''شرماؤ نہیں، لیٹ جاؤ'' یہ جملہ اس واقعہ کا سب سے گھناؤنا پہلو ہے۔ یہاں جرم کو تقدس کا لبادہ دیا گیا۔ ایک عام مجرم تو اپنی گندگی چھپاتا ہے، لیکن یہاں خلیفہ ثانی نے نہ صرف بدکاری کا ماحول بنایا بلکہ اسے ''حکم'' کی شکل دے کر گناہ کو اطاعت کے رنگ میں تبدیل کرنے کی کوشش کی۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مذہبی طاقت اور جنسی تسلط ایک دوسرے میں گھل مل کر ایک بھیانک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

بیٹی کی ننگی حالت اور خلیفہ کی موجودگی

چادر اٹھتے ہی سامنے آنے والی بیٹی کی ننگی حالت اس جرم کی بدترین شکل ہے۔ یہ زنا نہیں، بلکہ زنا بالمحارم ہے۔ بیٹی کا اپنے ہاتھوں سے ایک مرد کو اپنی طرف کھینچنا اور خلیفہ کا اس پورے عمل کے دوران موجود رہنا اس بات پر واضح دلیل ہے کہ یہ سب کچھ ان کی مرضی، منصوبہ بندی اور حکم سے انجام پا رہا تھا۔ یہاں باپ، بیٹی، بیوی اور مرید بی چاروں ملوث نظر آتے ہیں۔ یہ گھرانہ ایک روحانی مرکز نہیں، بلکہ جنسی درگاہ بن چکا تھا۔

مرید کو جنسی غلام بنانا

راوی جس بے بسی سے کہتا ہے "میں پتھر بنا پڑا تھا"، وہ ظاہر کرتا ہے کہ خلیفہ ثانی نے اسے صرف استحصال کا شکار نہیں بنایا، بلکہ اسے ایک جنسی غلام کی طرح استعمال کیا۔ یہ حرکات نہ صرف اخلاقی جرم ہیں بلکہ انسانی آزادی اور وقار کی بدترین پامالی بھی۔

قصرِ خلافت کا "باتھ روم" ایک فحاشی گاہ

بیان میں مذکور وہ کمرہ اور اس سے ملحقہ باتھ روم جو رنگ رلیوں کے لیے مخصوص تھا، خلیفہ ثانی کے کردار کی اصل حقیقت کھول دیتا ہے۔ یہ نہ تو عیاشی کی کوئی اکاّ دکاّ واردات تھی، نہ کوئی غلط فہمی یا حادثہ۔ یہ ایک "روحانی بادشاہ" کا باقاعدہ منصوبہ بند جنسی نظام تھا جس میں بیٹیاں، بیویاں، مرید اور خدام سب ایک ترتیب کے ساتھ استعمال کیے جاتے تھے۔

تین افراد کا ایک ساتھ چارپائی پر ہونا

ایک باپ، ایک بیٹی اور ایک بیوی کا ایک ہی چارپائی پر لیٹ کر شہوانی اعمال میں مصروف ہونا بی یہ کسی بھی مذہب، تہذیب یا اخلاقی نظام میں ناقابل تصور عمل ہے۔ یہ منظر قادیانی خلافت کے اندر موجود اُس اجتماعی اخلاقی سڑاند کی نشاندہی کرتا ہے جو باہر سے تقدس، پاکیزگی اور روحانیت کا لبادہ اوڑھے پھرتی ہے۔

نماز کا مزاق دیندارانہ منافقت کی انتہا

واقعہ کا سب سے لرزہ خیز حصہ وہ ہے جب موذن نماز کیلئے آتا ہے، اور خلیفہ اسی ناپاک حالت میں اٹھ کر نماز پڑھنے چلا جاتا ہے۔ نہ غسل، نہ وضو، نہ شرم، نہ خوف۔ نوافل بھی پڑھتا ہے اور پھر واپس آ کر اسی جنسی عمل میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ منافقت، تقدس کا ڈھونگ اور دین کے نام پر سب سے بڑی گستاخی ہے۔ اس مقام پر یہ شخصیت صرف ایک زانی ہی نہیں بلکہ دین کی حرمت کا قاتل بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

زنا، محارم، منافقت اور خلافت کا سیاہ چہرہ

یہ مکمل واقعہ ایک ایسا نقشہ پیش کرتا ہے جہاں:

☆ زنا

☆ زنا بالمحارم

☆ مذہبی تقدس کا ناجائز استعمال

☆ مرید کا جنسی استحصال

☆ بیٹی اور بیوی کی بے حیائی

☆ نماز کا مذاق

☆ اور ایک شخص کی ہوس پرستی

سب ایک ہی وقت میں جمع ہو جاتے ہیں۔

یہ سب کچھ اگر کسی عام انسان کی زندگی میں ہوتا تو بھی ناقابل برداشت تھا، مگر ایک ”قادیانی خلیفہ“ کے ہاتھوں اس قسم کی گندگی کا ارتکاب قادیانی عقائد کی بنیادوں کو ہی مسمار کر دیتا ہے۔

باپ کا کردار گندہ، بیٹے سے پاکیزگی کی امید کیوں؟

باپ اور بیٹے کا سلسلۂ فحاشی

بشیر الدین محمود کے زنا بالمحارم کے واقعات پر جب نگاہ ڈالی جائے، تو ذہن فوراً اس سوال کی طرف جاتا ہے کہ آخر یہ گندگی اس قدر عام اور بے خوف کیوں تھی؟ اس کا اصل جواب ایک اور خوفناک حقیقت میں چھپا ہے: "جس گھر کا باپ خود زنا کو معمولی بات سمجھتا ہو، اس کے بیٹوں کا اخلاق کیسے پاک ہو سکتا ہے؟"

یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے بیٹے محمود احمد کے کردار میں باقاعدہ تسلسل نظر آتا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ بیٹے نے باپ کی گندی راہ کو مزید ترقی دی۔

ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں

قادیانی اخبار الفضل (31 اگست 1938) میں ایک ایسا حوالہ موجود ہے جس نے پوری قادیانی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔

یہ خط خود قادیانی جماعت کی طرف سے "تسلیم شدہ" قرار دیا گیا ہے، اور اس میں لکھا ہے: "حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں، اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا؟"

یہ جملہ صرف ایک گندگی نہیں، بلکہ پورے قادیانی عقائد اور اخلاقی نظریے کا ماتم ہے۔

اس خط میں مزید لکھا ہے:

"ہمیں حضرت مسیح موعود پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے، ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ (محمود) پر ہے جو ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔"

یہ جملے قادیانیت کی ''روحانیت'' کا اصل چہرہ کھول دیتے ہیں۔

مرزا غلام قادیانی پر زنا کا اعتراف

یہ کوئی دشمن یا مخالف کا الزام نہیں بلکہ یہ قادیانی اخبار کے اپنے صفحے پر تسلیم شدہ تحریر ہے۔

یعنی مرزا غلام قادیانی زنا کرتا تھا اس کے ماننے والے اسے بری بات نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسے ''ولی اللہ کی کمزوری'' کہہ کر شرعی پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے تھے

سوال یہ ہے کہ:

کیا اسلام میں کوئی ولی، کوئی بزرگ، کوئی نبی، کوئی صالح آدمی زنا کو معمولی سمجھ سکتا ہے؟ قطعاً نہیں۔

اسلام میں زنا ایک کبیرہ گناہ ہے، جس پر قرآن میں لعنت، حدیث میں سخت وعید اور شریعت میں کوڑے یا رجم کی سزا مقرر ہے۔ کیا کوئی ''ولی اللہ'' اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے؟ یہ عقیدہ ہی کفر کے برابر جسارت ہے۔

پاپائے ربوہ کے خلاف ایک مرید کا استغاثہ

مرزائیوں کی

روحانی شکارگاہ

تحریر

عبدالرزاق مہتہ
ابن بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی

شائع کردہ
انجمن خادمانِ رسول لاہور

(۲) ایک خاندان کی بیماری دوسرے خاندان میں (یعنی اولاد وغیرہ)
میں آجاتی سنی ہوگی دودھ کو ایک دفعہ جاگ لگا دی جائے تو
پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اب یہ جاگ
آخر (یعنی عیاشیوں کی رنگ رلیاں) انہی مغلیہ خاندان کی نسل
ہوتے اس خاندان میں بھی لگنی ضروری تھی سو لگی اور خوب لگی
اور غالباً انکی طرز عیاشیوں کو بھی مات کر دیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب ہوشیار باش جاگتے رہیئے نظارہ جلوہ
قریب آرہا ہے دل مضبوط کر لیجیئے ہوش وحواس قائم رکھئے گا۔ قادیان
کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔

ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمائیے گا۔ حضرت خلیفہ ثانی حکم فرماتے ہیں عشاء
کے بعد ام طاہر کے صحن والی سیڑھیوں کی طرف سے آنا چنانچہ حاضر ہو کر
دستک دی حضور خود دروازہ کھول کر اپنے ساتھ صحن میں لے گئے کیا
دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چارپائیاں ہیں جن پر بستر لگے ہیں جنکی پوزیشن یوں تھی



سرہانہ شمال قبلہ رُخ والی چارپائی کے پاس لے جاکر اس
پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے مقام خلیفہ
کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم وخیال بھی نہ ہوتا
تھا اسی ششں وپنج میں حیران پریشان کھڑا بت بنا رہا الٰہی کیا شامتِ اعمال

ہے کیا مصیبت آنے والی ہے کہ اتنے میں حضور تشریف لائے پکڑ کر بہلاتے
ہوئے فرمایا فکر نہ کرو شرماؤ نہیں جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چارپائی پر بچھی
چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سکڑا۔ سنبھلا کہ ایک چٹکی
بیٹھ پر کٹتی ہے۔ گھبرایا ہوش وحواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے
کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر
دوچار۔ چٹکیاں کٹتی ہیں میں پھر بھی صمٌ بکمٌ بنا بیٹھا تھا۔ کہ پھر حضور آئے
شرماؤ نہیں لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کرکے اس صاحبہ سے
کچھ کہا جس نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حمائل
کرتے کھینچ کر اپنے اوپر لٹا لیا اس کھینچنے کے نتیجہ میں سر ہاتھ اچانک
جو اس جسم نفیس سے لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں اُدھر
میں بے حس وحرکت پتھر بنا پڑا تھا مجھے علم نہ ہو سکا۔ کس وقت میرے
بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اپنے اُوپر لٹانے لگیں بدمستی
کی شرارتیں کرنے "آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری" گویا ان ٹرینڈ
کو ٹرینڈ کرکے مستقل ممبر سِرِ روحانی (یہ نام میرا دیا ہُوا ہے) کا اعزاز
بخشا گیا ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہونگے
لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور
خلیفہ ثانی کی بیٹی صاحبہ تھیں بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سر کڑاہی

میں والا معاملہ آئے دن بلاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیدار کی گو پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سیدھے اوپر بیٹیوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کئے جانے لگے پہلے پہل تو گھروں میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ باتھ روم میں جو دراصل مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لئے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک رنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چارپائی پر پڑے محو مستیاں ہوتے

(محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت تیا یا جاتا ہے لیکن یہاں دیکھتے ہیں آپ کا امور عامہ خلیفہ کے اس بے پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے کونسی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی دردسری ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے بقول کہاوت "پا نہ ٹڑیا متھا سڑیا" ابھی تو سنسنی خیز جلوؤں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہذا دل تابو میں رکھئے جناب ہوشیار رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جبکہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ رلیاں مناتے محو مستیاں تھے کہ موذن نے آکر نماز کی اطلاع دی مجھے یوں فرمایا تم مزے کرتے چلو میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالت

ہیں جبکہ میں خر ابور بھے وضو تو درکنار اعضا بھی نہ دھوئے نماز پڑھی اور سنتیں نوافل پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرق عیش وعشرت ہو گئے کیا خوب کہا ہے کسی نے

"تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں"

(جس کسی نے بھی یہ کہا خوب باموقع اور اغلباً انہی کی ذات مبارک کا نقشہ اللہ نے کھنچوایا ہے) مختصر کرنے کے لئے اللہ کو حاضر ناظر کرتے جن سے یہ رنگ رلیاں منائی منوائی گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں بوقت کارروائی اسمائے گرامی سے مطلع کروں گا۔ بیگمات تین صاحبزادیاں بھی تین ان دو صاحبزادیوں سے دو دو دفعہ ایک تو قریباً مستقل۔ یہاں لگے ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) ام ناصر کی حسرت جو قبر میں ساتھ لے گئے یوں فرمایا دیکھو ام ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں تبھی تو موٹی بھینس ہوتی جاتی ہیں اس کے مقابل غور فرمایا جائے ام مظفر کو دیکھو کیسی خوبصورت نازک سی چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہ کرواتی رہتی ہیں گویا بھاوجوں کو بھی نہ بخشا گیا یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ وہ پاک وصاف ہیں اور الفاظ "رنگ یا مطلب" جس کی نسبت بیان کئے یا کہے گئے وہی تحریر بذا کو رہا ہوں کسی کا بلا وجہ مبالغتاً قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ

ایسے لوگ منافق ہی رہیں گے اور کسی صورت میں منافقت کا داغ ان کے چہروں سے مٹ نہیں سکتا۔ آخر وَفِیْکُمْ سَمّٰعُوْنَ لَھُمْ ۵؎ قرآن کریم میں مَیں نے نہیں لکھ دیا۔ منافق قرآن کریم کے تمام نسخوں کو دیکھ لیں ان نسخوں کو بھی دیکھ لیں جو میری اس بیان کردہ تعریف سے پہلے کے چھپے ہوئے ہیں اور پھر دیکھیں کہ آیا ان نسخوں میں یہ آیت ہے یا نہیں اور جب ہے تو وہ خود ہی سوچیں کہ اس میں میرا کیا دخل ہؤا۔ انہیں اگر اعتراض کا شوق ہے تو وہ خدا پر کریں کہ اس نے کیوں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ایسی جھوٹی بات قرآن کریم میں لکھ دی جو ان کی سمجھ میں نہیں آتی اور جسے موجودہ منافق غلط قرار دے رہے ہیں۔ اس نے آپ ہی آپ ایک بات قرآن کریم میں لکھ دی حالانکہ اسے چاہئے تھا کہ وہ پہلے ان منافقوں سے مشورہ لیتا اور پوچھتا کہ منافق کون ہوتا ہے پھر جو تعریف یہ بتاتے اسے قرآن کریم میں نازل کرتا۔ لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہؤا ہوتا ہے اور لکھا ہوتا ہے کہ ہم سلسلہ کے خادم ہیں مگر اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہؤا ہے اس پر یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں، اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا تو اس میں حرج کیا ہؤا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے جو ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ اس اعتراض سے پتا لگتا ہے کہ یہ شخص پیغامی طبع ہے اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ آپ نبی اللہ تھے مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی اللہ سمجھتے ہیں۔

تو جب کوئی شخص ایک سچائی پر اعتراض کرتا ہے اسے لازماً دوسری سچائیوں پر بھی اعتراض کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً مصری صاحب کو سب سے پہلے میری خلافت میں نقائص نظر آئے۔ اب اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل پر بھی ان کا حملہ ہو کیونکہ جس طرح میں خلیفہ ہوں اسی طرح وہ بھی خلیفہ تھے، جس طرح میں یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے کسی انسان نے نہیں بنایا اسی طرح آپ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کسی